

مفہوم ولایت

(مختلف تراجم و تفاسیر کی روشنی میں تحقیقی جائزہ)

ڈاکٹر حافظ محمد حکیل اوج

سورۃ انفال کی آیت نمبر ۷۲ میں ہے:

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَ هَاجَرُوا وَ جَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَ أَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ
اللَّهِ وَ الَّذِينَ أَوْوَّضَرُوا أُولَئِكَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ج وَ الَّذِينَ
آمَنُوا وَ لَمْ يُهَاجِرُوا مَا لَكُم مِّنْ وَلِيَّتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتَّى يُهَاجِرُوا ط وَ
أَنِ اسْتَضَرُّوْكُمْ فِي الدِّينِ فَعَلَيْكُمْ النَّصْرُ إِلَّا عَلَى قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَ
بَيْنَهُمْ مِّيثَاقٌ ط وَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝

ترجمہ: بے شک جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اپنے اموال و نفوس کے ساتھ راہِ خدا میں جہاد کیا اور وہ لوگ کہ جنہوں نے انہیں ٹھکانہ دیا اور امداد دی۔ یہی لوگ ایک دوسرے کے اولیاء (سچے رفقاء اور بڑبڑاء) ہیں۔ اسی طرح وہ لوگ کہ جو ایمان لائے مگر ہجرت (واجب ہونے کے باوجود) نہ کی۔ (یعنی بلا عذر مخالفین کے ساتھ رہنا گوارا کر لیا) تو تمہارے لئے ان کی ولایت (وراثت) میں سے کچھ نہیں۔ جب تک وہ ہجرت نہ کریں۔ البتہ اگر وہ دین کے لئے تم سے کوئی مدد چاہیں تو تم پر ان کی مدد لازم ہے۔ بشرطیکہ وہ اس قوم کے مقابلہ میں نہ ہوں، جن سے تمہارا کوئی معاہدہ (امن و دوستی) ہے۔ اور اللہ ہر اس عمل کا دیکھنے والا ہے، جو تم کرتے ہو۔

اس آیت سے درج ذیل فوائد سامنے آتے ہیں:

- ۱۔ مؤمن مہاجرین و انصار ایک دوسرے کے اولیاء ہیں۔
- ۲۔ مؤمن مہاجرین، غیر مہاجرین کی وراثت سے (دارالکفر میں رہنے کی وجہ سے) محروم ہیں۔ اسی طرح اس کے برعکس بھی ہوگا۔
- ۳۔ مؤمن غیر مہاجرین کے دارالکفر میں ہونے کے باوجود، ملتِ اسلامیہ کے مرکزی ذمہ داری

☆ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت ۸۰ ہجری اور سن وفات ۱۵۰ ہجری ہے ☆

علمی و تحقیقی مجلہ فقہ اسلامی ﴿۸۲﴾ شوال / ذوالقعدہ ۱۴۲۲ھ ۲۶ جنوری ۲۰۰۲ء
ہے کہ دینی معاملات میں ان کی مدد کرے۔ بشرطیکہ وہ اس امداد کے طالب ہوں۔ (ظاہر ہے کہ ان کی یہ مدد جہاد کی صورت میں ہوگی۔

۳۔ اگر کافر قوم (ملک) سے مسلمانوں کے مرکز کا کوئی معاہدہ صلح و امن موجود ہے تو اس صورت میں بقائے عہد تک یہ امداد نہیں دی جاسکتی۔ البتہ عہد کو ختم کر کے مدد کرنا جائز ہوگا جیسا کہ عبدالماجد (دریادائی) نے اپنی تفسیر میں اسی آیت کے تحت لکھا ہے۔

فائدہ نمبر ۳ کے مفہوم کی مزید تاکید کے لئے آیت مابعد (آیت نمبر ۷۳) ملاحظہ ہو:

وَالَّذِينَ كَفَرُوا بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ إِلَّا تَفْعَلُوهُ تَكُن فِتْنَةً فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيرٌ ۝

ترجمہ: اور جو کفر کرتے ہیں۔ وہ ایک دوسرے کے اولیاء ہیں۔ (اے مسلمانو!) اگر تم ایسا نہ کرو گے (یعنی دین میں مدد کے طالبوں کی نصرت و اعانت اور حفاظت و مدافعت، سرپرستی و پشتیبانی، بصورت جہاد) تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد برپا ہو جائے گا۔

اس آیت میں اکثر و بیشتر علماء کے نزدیک ”إِلَّا تَفْعَلُوهُ“ میں ضمیر مفعول کا مرجع وہی نصرت ہے، جس کا ذکر ”فَعَلَيْكُمْ النَّصْرُ“ میں آیا ہے۔

تفسیر جلالین میں ”إِلَّا تَفْعَلُوهُ“ کا مفہوم تولى المؤمنین و قطع الکفار سے اور تکن فی الارض و فساد کبیر کا معنی بقوة الکفر و ضعف الاسلام سے کیا گیا ہے۔

تاہم پیش نظر آیت میں لفظ ”اولیاء“ اور ”ولایت“ قابل توجہ ہیں۔

دراصل آیت میں مہاجر و انصار کو ایک دوسرے کا اولیاء قرار دے کر، غیر مہاجرین کو اس ”ولایت“ سے خارج کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ اس مقام پر ان پر دو لفظوں کی حقیقت سمجھنا بہت ضروری ہے۔ یہ دونوں لفظ اپنے معنی و مفہوم کے اعتبار سے ایک دوسرے سے پیوست نظر آتے ہیں۔ چونکہ یہاں ”مَا لَكُمْ مِّنْ وَلَا يَتِيهِمْ مِّنْ شَيْءٍ“ کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ اس لئے اگر اس فقرہ میں لفظ ولایت کو سمجھ لیا جائے تو اولیاء کا مفہوم آپ سے آپ واضح ہو جائے گا۔

اردو زبان کے بعض مترجمین نے اس فقرہ میں استعمال ہونے والے لفظ ولایت کو ولایت ہی رہنے دیا ہے۔ اس کا کوئی مفہوم اپنے ترجمہ میں بیان نہیں کیا۔ مثال کے طور پر سید

☆ قال الامام الشافعی رحمہ اللہ تعالیٰ: لمن الناس علی فی الفقه محمد بن حسن ☆

علمی و تحقیقی مجلہ فقہ اسلامی ﴿۸۳﴾ شوال / ذوالقعدہ ۱۴۲۲ھ ۶ جنوری ۲۰۰۲ء
ابوالاعلیٰ مودودی، امین احسن اصلاحی اور مسعود احمد (امیر جماعت المسلمین) کے تراجم دیکھے جاسکتے
ہیں اور اب نمونہ کے طور پر ایک ترجمہ بھی دیکھ لیجئے۔

تو ان سے تمہارا ولایت کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ (سید مودودی)

سید مودودی نے لفظ ولایت کو اپنی تفسیر میں باس الفاظ بیان کیا ہے۔

”ولایت کا لفظ عربی زبان میں حمایت، نصرت، مددگاری، پشتیبانی، دوستی،
قربت، سرپرستی اور اس سے ملتے جلتے مفہومات کے لئے بولا جاتا ہے اور
اس آیت کے سیاق و سباق میں صریح طور پر اس سے مراد وہ رشتہ ہے جو
ایک ریاست کا اپنے شہریوں اور شہریوں کا اپنی ریاست سے اور خود شہریوں
کا آپس میں ہوتا ہے۔“ (۱)

اس مقام پر مودودی صاحب کا مفہوم ولایت جن جن لفظوں میں بیان ہوا ہے، ان پر

ایک نظر پھر ڈال لیجئے۔

حمایت نصرت مددگاری پشتیبانی دوستی قربت اور سرپرستی وغیرہ ظاہر ہے
کہ ان مفہومات میں سے کوئی بھی مفہوم، یہاں نہیں لیا جاسکتا۔ اس لئے کہ اس فقرہ کے بعد کا جو فقرہ
ہے۔ وَ اِنْ اَسْتَنْصَرُوْكُمْ فِی الدِّیْنِ فَعَلَيْكُمْ النَّصْرُ الخ وہ ان مفہومات سے ابا کرتا ہے۔
مطلب یہ کہ اگر وہ تم سے نصرت طلب کریں تو تم پر ان کی نصرت فرض ہے۔ لہذا ولایت کا یہاں کوئی
ایسا مفہوم نہیں لیا جاسکتا، جو ان کی نصرت کے خلاف جاتا ہے۔ اسی لئے خود سید مودودی نے بھی
یہاں ولایت کا ان مفہومات میں سے کوئی مفہوم مراد نہیں لیا۔ بلکہ ان کے نزدیک یہاں ولایت سے
مراد ”وہ رشتہ ہے، جو ایک ریاست کا اپنے شہریوں سے اور شہریوں کا اپنی ریاست سے اور خود
شہریوں کا آپس میں ہوتا ہے۔“ ظاہر ہے کہ اس مفہوم کی رو سے لفظ ولایت، ملکی قومیت / وطنیت
کے سیاسی تصور کو پیش کر رہا ہے اور یوں بحیثیت مجموعی ایک امت کے تصور کی نفی ہو رہی ہے۔ علامہ
اقبالؒ وطنیت کے اس سیاسی تصور کے سخت مخالف تھے انہوں نے اپنی ایک نظم میں اسے خلاف اسلام
قرار دیا ہے۔ فرماتے ہیں۔۔

گفتارِ سیاست میں وطن اور ہی کچھ ہے

ارشادِ نبوت میں وطن اور ہی کچھ ہے

امام محمد بن ادریس شافعی فرماتے ہیں : فقہ میں مجھ پر سب سے زیادہ احسان امام محمد بن حسن کا ہے

علمی و تحقیقی مجلہ فقہ اسلامی ﴿۸۳﴾ شوال ۱۴۲۲ھ ☆ جنوری ۲۰۰۲ء
وہ اس تصور کو شرک سے تعبیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے!
جو بیرون اس کا ہے وہ مذہب کا کفن ہے

اور مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:

بازو تیرا توحید کی قوت سے قوی ہے
اسلام ترا دین ہے تو مصطفوی ہے

نظارۂ دیرینہ زمانے کو دکھا دے!!

اے مصطفوی خاک میں اس بت کو ملا دے (۲)

لہذا اس مقام پر ”ولایت“ کا یہ مفہوم بھی غیر قرآنی معلوم ہوتا ہے۔ بصورت دیگر ملکی / وطنی نیشنلزم کا تصور قرآن سے ماننا پڑے گا جو ناممکن سی بات ہے۔

نیز اسی عدم ولایت کی بناء پر مودودی صاحب دارالکفر اور دارالاسلام کے مسلمانوں کو ایک دوسرے کا وارث قرار نہیں دیتے اور نہ ہی ان کے مابین شادی بیاہ کے قائل ہیں اور قابل ذکر بلکہ تعجب خیز بات یہ ہے کہ ان سب باتوں کو وہ ”اسلام کے دستوری و سیاسی ولایت“ کے تحت مستقل بنیادوں پر تسلیم کرتے ہیں۔ (۳)

گویا ان کے نزدیک تفریق ریاست کے سبب (بشرطیکہ وہ دارالاسلام اور دارالکفر ہوں) آج بھی ہر دور ریاستوں کے مسلمان، رشتہ ازدواج میں منتقل نہیں ہو سکتے اور نہ ہی وہ ایک دوسرے کے وارث ہو سکتے ہیں۔ ہمارے خیال میں یہ دونوں باتیں صحیح نہیں ہیں اور نہ ہی ان باتوں کی پشت پر کوئی نص قطعی موجود ہے۔

اب آپ اردو کے وہ مترجمین دیکھئے جنہوں نے اس مقام پر ”ولایت“ کا معنی رفاقت سے کیا ہے۔ ان میں (۱) محمود حسن صاحب (اسیر مالٹا) (۲) ثناء اللہ امرتسری (۳) فتح محمد خان جالندھری (۴) وحید الدین خان (۵) غلام احمد پرویز (۶) صوفی عبدالحمید سواتی اور (۷) محمد جونا گڑھی شامل ہیں۔

نمونہ کے طور پر محمود صاحب کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔

”تم کو ان کی رفاقت سے کچھ کام نہیں۔“

☆ میں نے امام محمد سے بڑھ کر کوئی صحیح نہیں دیکھا (امام محمد بن ادریس شافعی) ☆

علمی و تحقیقی مجلہ فقہ اسلامی ﴿۸۵﴾ شوال رذوالقعدہ ۱۴۲۲ھ ۱۶ جنوری ۲۰۰۲ء
یہ ترجمہ دیکھئے اور آیہ گرامی کا فقرہ مابعد دیکھئے۔

”وَ اَنْ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِى الدِّیْنِ فَعَلَيْكُمْ النَّصْرُ“

بھلا بتائیے کہ وہ لوگ کہ جن کی رفاقت سے مسلمانوں کو کچھ کام نہ ہو۔ پھر

ان کی نصرت کا حکم بھی دیا جائے۔ کیا یہ ممکن ہے؟

اسی طرح وہ مترجمین جنہوں نے ”ولایت“ کا معنی دوستی سے کیا ہے۔ وہ یہ ہیں۔ سرسید احمد خان، مرزا حیرت دہلوی، مرزا بشیر الدین محمود (قادیانی) اور محمد علی (لاہوری) نمونہ کے طور پر سرسید احمد خان کا ترجمہ دیکھئے:

”تو تم کو نہیں ہے ان کی دوستی سے کچھ“

جبکہ مرزا بشیر الدین کے ہاں دوستی کے ساتھ لفظ دلی“ کا اضافہ ملتا ہے۔

ظاہر ہے کہ رفاقت اور دوستی دونوں میں معنی الفاظ ہیں۔ اس اعتبار سے ہمارے نزدیک اس مفہوم کا بھی وہی حکم ہے جو اوپر رفاقت کے تحت تبصرہ میں پیش کیا گیا ہے۔

اہل تشیع میں حافظ فرمان علی نے ولایت کا معنی سرپرستی سے کیا ہے۔ ملاحظہ ہو:

”تم لوگوں کو ان کی سرپرستی سے سروکار نہیں۔“

مگر تعجب ہے کہ مترجم موصوف نے اپنا حاشیہ وراثت کے مفہوم پر مشتمل لکھا ہے۔ (۵) فرماتے ہیں:

”جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ آئے تو مہاجرین و

انصار کو باہم ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا۔ اور باہم ایک دوسرے کے وارث

بھی ہوئے۔ جب آیہ اولو الارحام نازل ہوا تو یہ وراثت موقوف ہوئی۔“

ترجمہ میں سرپرستی اور حاشیہ میں وراثت..... اس واضح فرق پر کیا تبصرہ کیا جائے۔

تفسیر مجمع البیان میں اس آیت کی تفسیر بایں الفاظ کی گئی ہے:

”قیل نزلت الایة فی المیراث و كانوا یتوارثون بالہجرة فجعل

الله المیراث المهاجرین والانصار دون ذوی الارحام و كان

الذی امن و لم یهاجر لم یرث من اجل انه لم یهاجر و لم ینصر و

كانوا یعملون بذالك حتى انزل الله تعالیٰ و اولو الارحام

بعضهم اولی ببعض فنسخت هذه الایة و صار المیراث لذوی

لام محمد بن اور لیس شافعی فرماتے ہیں: فقہ میں مجھ پر سب سے زیادہ احسان امام محمد بن حسن کا ہے

علمی و تحقیقی مجلہ فقہ اسلامی ﴿۸۶﴾ شوال / ذوالقعدہ ۱۴۲۲ھ ☆ جنوری ۲۰۰۲ء
الارحام المؤمنین ولا يتوارث اهل ملتین عن ابن عباس والحسن

و قتادة و مجاهدو السدی“ (۶)

اس تفسیر سے معلوم ہوا کہ ولایت کا معنی میراث ہے اور اکثر مترجمین و مفسرین نے اس کا معنی وراثت یا میراث سے ہی کیا ہے۔ البتہ ایک ترجمہ میں لفظ ترکہ بھی استعمال کیا گیا ہے۔

واضح رہے کہ وراثت اور میراث ہم معنی الفاظ ہیں اور ترکہ میں البتہ قدرے وسعت پائی جاتی ہے۔ یعنی میت جو کچھ چھوڑ جائے وہ ترکہ ہے اور ترکہ ان تمام مفایم پر بولا جاتا ہے۔

۱- میت اگر مقروض ہے تو ترکہ میں قرضہ ادا کیا جاتا ہے۔

۲- میت نے اگر کسی کے حق میں مشروع وصیت کر دی ہے تو وہ بھی ترکہ میں سے نکالی جاتی ہے۔

۳- میت نے اگر اپنی اہلیہ کو مہر نہیں دیا ہے تو وہ بھی ترکہ میں سے نکالتا ہے۔

۴- خود میت کی تجہیز، تکفین اور تدفین بھی ترکہ میں سے کی جاتی ہے۔

پھر جو کچھ بچ رہے اسے مال موروثہ، ورثہ، میراث یا وراثت کہا جاتا ہے اور اسی باقی ماندہ مال پر احکام وراثت جاری کئے جاتے ہیں۔ یوں میت کے چھوڑے ہوئے کل مال کو ترکہ کہا جاتا ہے۔ معلوم رہے کہ ہمارے محولہ تمام مترجمین و مفسرین میں احمد رضا خان صاحب بریلوی واحد مترجم ہیں کہ جو ولایت کا ترجمہ ترکہ سے کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

”تہیں ان کا ترکہ کچھ نہیں بچتا۔“

اس ترجمہ کی رو سے فقط تعدیم میراث ہی ثابت نہیں ہوتی، بلکہ تعدیم دین، (قرض) تعدیم مہر، اور

تعدیم وصیت، غرض سبھی ثابت ہو جاتے ہیں۔ یوں یہ ترجمہ اپنی جامعیت اور معنویت میں سب سے

بڑھا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ بلاشبہ یہ ترجمہ رضا صاحب کے تفردات میں داخل کیا جاسکتا ہے۔ جبکہ

(۱) ڈپٹی نذیر احمد صاحب (۲) اشرف علی تھانوی (۳) سید محمد محدث کچھوچھوی (۴) احمد سعید دہلوی

(۵) مفتی احمد یار خان نعیمی (۶) عبدالماجد دریا آبادی (۷) احمد سعید کاظمی اور (۸) پیر محمد کرم شاہ

اللاہری کے ہاں ولایت کا ترجمہ وراثت یا میراث سے کیا گیا ہے۔

نمونہ کے طور پر ڈپٹی نذیر احمد کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔

”تو تم مسلمانوں کو ان کی وراثت سے کچھ تعلق نہیں۔“

وراثت کے لفظ سے مفہوم آیت یہ نکلتا ہے کہ دارالکفر میں رہنے والے مؤمنوں کی وراثت مہاجروں

کیا آپ کو معلوم ہے کہ: ☆ قانون شریعت ہی کا دوسرا نام فقہ اسلامی ہے ☆

علمی و تحقیقی مجلہ فقہ اسلامی ﴿۸۷﴾ شوال رذوالقعدہ ۱۴۲۲ھ ☆ جنوری ۲۰۰۲ء میں جاری نہیں ہوگی (اسی طرح اس کے برعکس ہوگا) خواہ وہ ایک دوسرے کے باپ بھائی کیوں نہ ہوں۔ البتہ احمد رضا خاں صاحب کے ترجمہ کے رو سے اسی مفہوم پر اتنا اضافہ اور کر لیں کہ اگر کوئی کسی کا مقروض ہو، یا کسی کے حق میں وصیت ہو یا اہلیہ کا مہر ہو تو بھی دارالکفر اور دارالاسلام کے مسلمانوں کے مابین یہ تینوں حقوق غیر مؤثر رہیں گے۔ نیز ان میں احکام وراثت جاری نہیں ہوں گے۔ (مگر اب یہ احکام منسوخ ہو چکے ہیں) البتہ تفسیر جلالین میں زیر بحث مقررہ قرآنی کا مفہوم بائیں الفاظ درج ہے۔

”فلا ارث بینکم و بینہم ولا نصیب لہم فی الغنیمة“

(یعنی اے مہاجر مسلمانو! تمہارے اور غیر مہاجر مسلمانوں کے مابین کوئی

میراث نہیں اور نہ ہی ان کے لئے مالِ غنیمت میں سے کوئی حصہ ہے۔

اور الاستاد الدكتور وھبۃ الرحمیلی بھی اپنی تفسیر ”التفسیر المنیر فی الشریعة

والمنہج“ میں مذکورہ بالا الفاظ ایضاً لکھے ہیں:

گویا ان ہر دو حضرات کے نزدیک میراث کے ساتھ مالِ غنیمت بھی شامل ہے۔ جس میں غیر مہاجرین کا کوئی حصہ نہیں ہے۔

جبکہ ملا احمد جیون نے آیت مذکورہ کو جس عنوان کے تحت لکھا ہے، وہ یہ ہے:

”ہجرت کی بناء پر جو ورثہ، وراثت سے محروم ہوئے۔“ (۷)

اس سے معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک اس آیت میں ولایت بمعنی وراثت ہی استعمال ہوا ہے۔

اسی طرح امام ابن جریر طبری نے بھی اپنی تفسیر میں اور امام عبدالرحمن بن علی بن محمد الجوزی القرشی

البغدادی (م ۵۹۷ھ) نے بھی اپنی تفسیر زادالمسیر فی علم التفسیر میں ولایت سے مراد میراث کو لیا

ہے۔ فرماتے ہیں:

”لَیْسَ بَیْنِكُمْ وَ بَیْنِهِمْ مِیْرَاثٌ“

ولایت کا معنی وراثت قرآنی لغت سے بھی ثابت ہے۔ قرآن مجید میں لفظ ”ولی“ بمعنی

وارث بھی استعمال ہوا ہے۔ سورۃ الاسراء کی آیت نمبر ۳۳ میں ارشاد ہوا۔

وَمَنْ قَتَلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لَوْلِيهِ سُلْطٰنًا..... الخ

اور جو شخص ظلم سے قتل کیا جائے ہم نے اس کے وارث کو اختیار دیا ہے۔

(فتح محمد جالندھری)

علمی و تحقیقی مجلہ فقہ اسلامی ﴿۸۸﴾ شوال رزوا القعدہ ۱۴۲۲ھ ☆ جنوری ۲۰۰۲ء
تفسیر جلالین میں بھی لَوَلِيَّه کا معنی لو اَرْتِه لکھا ہوا ہے۔ چنانچہ ولایت کا معنی وراثت سے کرنا ازروئے لغت قرآن کریم بھی ثابت ہوا اور یہ ہمارے موقف کے حق میں دوسری دلیل ہے۔ پہلی دلیل تو خود نظم کلام سے مستطبت تھی جیسا کہ اوپر گزرا اور اب ہم اپنے موقف کے حق میں تیسری دلیل الایات یفسر بعضہا بعض کے تحت سورہ النساء کی آیت نمبر ۷۷ سے پیش کرتے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ
وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَذِهِ الْقَرْيَةِ
الظَّالِمِ أَهْلِهَا وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ
نَصِيرًا ۝

ترجمہ: اور تمہیں کیا ہوا کہ تم اللہ کی راہ میں قتال نہ کرو یعنی کمزور مردوں اور عورتوں اور بچوں کے واسطے، جو یہ دعا کر رہے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ہمیں اس سبستی سے نکال کہ جن کے لوگ ظالم ہیں اور (اے اللہ!) ہمیں اپنے پاس سے کوئی حمایتی دے اور ہمیں اپنے پاس سے کوئی مددگار دے۔

اس آیت کو دیکھئے اور پھر سورہ انفال کی آیت نمبر ۷۳ کو دیکھئے اور خود فیصلہ کیجئے کہ جب سورہ النساء میں مکہ معظمہ کے بے بس اور کمزور مسلمانوں کی مدد کے لئے مدینہ منورہ کے مسلمانوں کو ابھارا جا رہا ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ سورہ انفال میں انہی مسلمانوں کے لئے یہ کہا جا رہا ہو کہ:

- تم کو ان کی رفاقت سے کچھ کام نہیں۔ (محمود حسن)
تمہارے لئے ان کی کچھ بھی رفاقت نہیں۔ (محمد جونا گڑھی)
تمہاری ان سے ذرا رفاقت نہ ہونی چاہئے۔ (ثناء اللہ امرتسری)
تو ان سے تمہارا رفاقت کا کوئی تعلق نہیں۔ (وحید الدین خان)
تم لوگوں کو ان کی سرپرستی سے سروکار نہیں۔ (حافظ فرمان علی)
تم پر ان کی دوستی کا کوئی حق نہیں۔ (محمد علی لاہوری)
ان سے دلی دوستی کرنا تمہارا کام نہیں۔ (مرزا بشیر الدین محمود قادیانی)
تم کو ان کی رفاقت سے کچھ سروکار نہیں۔ (فتح محمد خان جالندھری)
نہیں آپ لوگوں کا کچھ تعلق ان کی رفاقت سے۔ (صوفی عبدالحمید سواتی)

☆ قال الامام الشافعی رحمہ اللہ تعالیٰ: امن الناس علی فی الفقہ محمد بن حسن ☆

علمی و تحقیقی مجلہ فقہ اسلامی ﴿۸۹﴾ شوال / ذوالقعدہ ۱۴۲۲ھ ☆ جنوری ۲۰۰۲ء
تو تم کو نہیں ہے ان کی دوستی سے کچھ۔ (سر سید احمد خان)

تو تمہیں ان کی دوستی سے کچھ (کام) نہیں۔ (مرزا حیرت دہلوی) وغیرہ وغیرہ۔

خلاصہ یہ کہ سورہ انفال کی آیت نمبر ۷۲ میں جن مترجمین نے ولایت کا معنی وراثت، میراث اور ترکہ سے نیز لفظ اولیاء کا معنی اسی مناسبت سے وارث ہونے سے کیا ہے۔ وہی ہمارے نزدیک زیادہ صحیح اور نظم قرآن کے مناسب اور روح قرآنی کے مطابق ہے۔ اس مقام پر اس مطلوب کو پانے کی سعادت جن اردو مترجمین کے حصے میں آئی ہے۔ ان کے اسمائے گرامی ایک بار پھر ملاحظہ ہوں۔

ڈپٹی نذیر احمد دہلوی احمد رضا خان بریلوی اشرف علی تھانوی سید محمد محدث کچھوچھوی
احمد سعید دہلوی مفتی احمد یار خان نسیمی عبدالماجد دریا باری احمد سعید کاظمی
اور پیر محمد کرم شاہ الازہری

اور انگریزی مترجمین قرآن میں پروفیسر شاہ فرید الحق اور عبدالماجد دریا بادی نے اسی مفہوم کو اپنے اپنے تراجم میں پیش نظر رکھا ہے۔ نمونہ کے طور پر شاہ فرید الحق کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔

"You have no duty to their inheritance"

جبکہ محمد علی لاہوری (۹)، عبد اللہ یوسف علی، مارما ڈیوک پکتھال، ڈاکٹر حنیف اختر فاطمی، ڈاکٹر محمد تقی الدین الہمالی و ڈاکٹر محمد محسن خان اور محمد معظم علی کے ہاں ولایت کا مفہوم Protection سے ادا کیا گیا ہے۔ البتہ ایم ایچ شاکر کے ہاں Guardian ship اور آر تھر جے آر بری کے ہاں Friendship کے الفاظ لکھے گئے ہیں اور لبنان سے شائع ہونے والے مسلم اسکالرز کے ترجمے میں Responsibility کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔

ظاہر ہے کہ مذکورہ بالا انگریزی تراجم میں ہمارا مختار اور مطلوب ترجمہ عبدالماجد دریا بادی اور پروفیسر شاہ فرید الحق کا ہے۔

لفظ ولایت کے معنی کے لئے تحقیقاً وراثت کے مفہوم پر اس لئے زور دیا گیا ہے کہ (حدیث مبارکہ کے ساتھ ساتھ) قرآن مجید کے حوالے سے بھی یہ بات ریکارڈ پر آ جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انقلاب آفریں، شخصیت اور نصرت الہی سے افراد امت کی ایسی کایا پلٹ دی تھی جو رہتی دنیا تک اپنی مثال آپ ہے۔ یعنی روئے زمین پر ایسا بے نظیر اور ناقابل یقین

فقہی واحد اشد علی الشیطان من الف عابد ☆ ایک فقہی شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے

علمی و تحقیقی مجلہ فقہ اسلامی ﴿۹۰﴾ شوال رزوالقعدہ ۱۴۲۲ھ ☆ جنوری ۲۰۰۲ء
منظر، تجربے کی دنیا میں امر کر دیا تھا کہ دوا لگ لگ علاقوں کے لوگ، ایک کلمہ پڑھنے کے بعد، ایک دوسرے کے وارث ہو گئے تھے۔ یہ تجربہ اس سے قبل اور اس کے بعد تاریخ عالم پیش کرنے سے قاصر ہے اور آئندہ بھی قاصر رہے گی۔

آیت مذکرہ بالا سے یہ فقہی حکم مستنبط ہوتا ہے کہ اب افراد امت ہونے کی بنیاد پر غیر رشتہ دار مہاجرین و انصار کو ایک دوسرے کا وارث قرار نہیں دیا جائے گا اور ضمناً یہ بھی معلوم ہوا کہ دور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں قائم ہونے والے اولین اسلامی معاشرہ کا یہ وہ امتیازی وصف ہے کہ جس میں دنیا کا کوئی دوسرا معاشرہ ان کے شریک و سہم نہیں۔

حواشی و حوالہ جات

- ۱- تفہیم القرآن، جلد دوم، حاشیہ نمبر ۵۰، ص ۱۶۱۔ ادارہ ترجمان القرآن لاہور، ۱۹۷۵ء
- ۲- بانگ درا، نظم زیر عنوان وطنیت، ص ۱۶۰-۱۶۱، شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز لاہور، ۱۹۷۶ء
- ۳- تفہیم القرآن، جلد دوم، سورۃ انفال، حاشیہ نمبر ۵۱، ص ۱۶۲، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، ۱۹۷۵ء
- ۴- غلام احمد پرویز نے اپنے مفہوم القرآن میں ولایت کو ”اعانت و رفاقت“ سے تعبیر کیا ہے۔
- ۵- اسی طرح تعجب ہے کہ پیر محمد کرم شاہ الازہری، اپنے ترجمہ میں ولایت کا ترجمہ وراثت سے کرتے ہیں۔ مگر اپنے حاشیہ میں ترجمے سے ہٹ کر تفسیر کرتے ہیں۔ دیکھئے ضیاء القرآن، جلد دوم، سورۃ انفال کا حاشیہ نمبر ۹۰۔
- ۶- الشیخ الطبری (فتویٰ ۵۳۸) مجمع البیان فی تفسیر القرآن، جلد دوم، ص ۵۶۱، مکتبہ العلمیۃ الاسلامیہ، طہران، سنہ اشاعت ندارد۔
- ۷- تفسیرات احمدیہ فی بیان الآیات الشرعیہ، (اردو ترجمہ) جلد اول، ص ۵۲۳، قرآن کمپنی لمیٹڈ، اردو بازار، لاہور، سنہ اشاعت ندارد۔
- ۸- عبدالماجد دہلوی یا بادی کا پہلا ترجمہ مع تفسیر کے انگریزی میں ہوا تھا۔
- ۹- محمد علی لاہوری نے بھی اردو ترجمہ و تفسیر سے قبل انگریزی میں ترجمہ و تفسیر کا کام کر لیا تھا۔

☆ میں نے امام محمد سے بڑھ کر کوئی صحیح نہیں دیکھا (امام محمد بن ادریس شافعی) ☆